عظمتِ خلفائے راشدین کی ایک جھلک

اقتباس از

مناقب الخلفاء الراشدین مع عقائد العلماء الربانیین

شیخ الحدیث والتفسیر **مفتی نذیر احمد سیالوی** صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

سیدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین وامام المتقین ابوبکر الصدیق عبداللہ بن ابی قحافۃ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ، القرشی التیمی رضی اللہ عنہما۔ مرۃ میں جاکر آپ کا سلسلۂ نسب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص27)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب ومحاسن اس کثرت سے ہیں کہ ائمۂ اعلام نے اس موضوع پر مستقل کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ کے ذکر خیر سے برکات حاصل کرنے کے لیے نہایت اختصار کے ساتھ آپ کے کچھ فضائل و مناقب سپرد قلم کیے جاتے ہیں۔ وباللہ التوفیق:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے دور میں بھی اپنی ذاتی خوبیوں اور محاسن کے باعث معاشرہ میں نہایت قابل اعتماد اور معزز ومحترم اور قد آور شخصیت تھی اسی لیے قریش نے دیت اور غرامت وتاوان کے فیصلوں کا اہم عہدہ آپ ہی کو سونپا ہوا تھا۔

آپ کے محاسن کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مظہر اور آپ کا کامل عکس بنادیا تھا حتیٰ کہ وحی جلی کے نزول کے آغاز پر سیدہ طیبہ طاہرہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات گنوائی ہیں، "انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق۔ (صحیح البخاری 3/1)

"بیشک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور جو چیز

لوگوں کے پاس نہیں ہے وہ انہیں حاصل کر کے دیتے ہیں اور آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثات میں حق کی مدد کرتے ہیں۔،،

تو بعینہ یہی صفات ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گنوائی ہیں جبکہ مکی دور میں قریش کے مظالم سے تنگ آکر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے تھے تو برک الغماد کے مقام پر ابن دغنہ سید القارۃ کی آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ سے کہنے لگا۔

''ان مثلك لا يخرج ولا يخرج فانك تكسب المعدوم و تصل الرحم و تحمل الكل و تقرى الضيف و تعين على نوائب الحق''۔

(صحیح البخاری 307/1)

''بیشک آپ جیسے آدمی کو (اپنے وطن سے) نہ (خود) جانا چاہیے اور نہ ہی وطن اور شہر چھوڑنے پر مجبور کیا جانا چاہیے اس لیے کہ جو چیز لوگوں کے پاس نہیں ہے آپ وہ انہیں حاصل کر کے دیتے ہیں اور آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثات میں حق کی مدد کرتے ہیں۔،،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ صفات حمیدہ مشہور و معروف تھیں اسی لیے تو رئیس قارۃ نے آپ کو ان صفات کے ساتھ مخاطب کیا تھا۔ اس سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کی ذات اقدس حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کا آئینہ اور کامل پرتو تھی۔

اخرج ابن عساكر بسند صحيح عن عائشة رضى الله عنها: والله ما

قال ابوبکر شعرا فی جاهلیة ولا اسلام ولقد ترك هو وعثمان شرب الخمر فی الجاهلیة. واخرج ابونعیم بسند جید عنها ,قالت: لقد کان حرم ابوبکر الخمر علی نفسه فی الجاهلیة. (تاریخ الخلفاء ،ص32،31)

ابن عساکر نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: کہ بخدا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شعر نہیں کہا، نہ جاہلیت میں اور نہ ہی اسلام میں۔ اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما نے جاہلیت میں (بھی) شراب پینا (سرے سے ہی) ترک کیا ہوا تھا۔

اور ابونعیم نے سند جید کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت (قبل از بعثت کے دور) میں ہی اپنی ذات پر شراب حرام کی ہوئی تھی۔،،

شراب سے کلی طور پر اجتناب کرنے کی وجہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور وہ ہے اپنی عزت و ناموس اور مروت کی حفاظت۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبل از بعثت کے دور میں بت پرستی نہیں کی۔

بعض صحابہ کرام کا اپنی کم عمری میں قبل از اسلام کے ماحول کی بے اعتدالیوں سے بچے رہنا ضرور فضیلت ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے شخص کا معاشرہ کی بے قاعدگی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اس سے بھی بہت بڑی فضیلت اور خوبی ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ سے پہلے بھی آپ کی ذات اقدس کے ساتھ الفت و محبت اور دوستی کی سعادت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت فرمانے کے بعد بغیر کسی تردد اور توقف کے آپ

نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کردی حتی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین اور ان کے بعد ائمہ اعلام رحمہم اللہ تعالیٰ سے جمہور کے نزدیک آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے مختلف روایات میں اس طرح تطبیق ذکر فرمائی ہے کہ: مردوں میں پہلے مسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور بچوں میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور عورتوں میں حضرت سیدہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں:

و قد قال: انه اول من اسلم خلائق من الصحابة والتابعين وغيرهم (الی ان قال) وجمع بين الاقوال بان ابابكر اول من اسلم من الرجال وعلی اول من اسلم من الصبيان وخديجة اول من اسلمت من النساء واول من ذكر هذا الجمع الامام ابو حنيفة رحمه الله. (تاریخ الخلفاء ،ص34)

خلاصہ عبارت گزر چکا ہے۔

اور بعض اہل علم نے اس تطبیق میں مزید یہ کہا ہے کہ:

آزاد مردوں میں اول المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور موالی میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تا آخر۔ (البداية والنهاية)

حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

اخرج الترمذی وابن حبان فی صحیحه عن ابی سعید الخدری قال: قال ابوبکر: الست احق الناس بها؟ ای الخلافة. الست اول من اسلم؟ الحديث (الی ان قال) واخرج ابن ابی خیثمة بسند صحیح عن زید بن ارقم قال:

اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر الصدیق واخرج ابن سعد عن ابی اروی الدوسی الصحابی رضی اللہ عنہ قال: اول من اسلم ابوبکر الصدیق۔
(تاریخ الخلفاء، ص33)

''امام ترمذی نے اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا اخراج کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں سب لوگوں سے زیادہ، خلافت کا حقدار نہیں ہوں؟ کیا جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے ان سب میں اول اور سابق میں نہیں ہوں؟ الحدیث

اور ابن ابی خیثمہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں نماز ادا کی، اُن سب میں اول اور سابق حضرت ابوبکر صدیق ہیں (رضی اللہ عنہ)۔

اور ابن سعد نے صحابی رسول حضرت ابواروی دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے اُن سب میں اول اور سابق، حضرت ابوبکر صدیق ہیں (رضی اللہ عنہ)۔''

فائدہ:

ان اقوال سے ظاہر ہے کہ مطلقاً قبول اسلام اور تصدیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اولیت مراد نہیں ہے بلکہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خدمات اسلام کی سعادت بھی میسر آئی ہے ان میں سے اول المسلمین مراد ہے ورنہ اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول قرآن کریم کے آغاز کے بعد سب سے پہلے آپ کی

نبوت کی تصدیق حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے کی اور آپ پر ایمان لائے ہیں۔

اور اگر بحیرا راہب کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں آگاہ کرنے کے وقت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستقبل میں مبعوث ہونے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پختہ اعتقاد کو ملحوظ رکھا جائے تو پھر حضرات صحابہ کرام میں سے مطلقاً پہلے مصدق آپ ہی ہیں۔ وللہ الحمد

خدمتِ اسلام اور نصرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کس ذات اقدس کو قبولِ اسلام اور تصدیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اولیت کی سعادت اور اعزاز حاصل ہے، اس بارے میں بیشک مختلف اقوال ہیں (اور حضرات صحابہ کرام و من بعدہم علمائے امت کی بھاری اکثریت کے نزدیک یہ اعزاز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ثابت ہے) لیکن اس امر میں کسی صاحبِ عقل و خرد کو اختلاف نہیں ہوسکتا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام سب سے افضل تھا۔ ان کے اسلام نے ماحول کو متاثر کیا، ان کے اسلام ہی کی برکات اور تاثیر کا نتیجہ حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام، حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت ابوسلمۃ وغیرہم رضی اللہ عنہم کا اسلام ہے۔

قبول اسلام کے بعد اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور نصرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اعانتِ مسلمین میں آپ کی خدمات بے مثال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو اہل علم قبولِ اسلام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولیت والے نظریہ سے اختلاف کرتے ہیں وہ بھی آپ کے اسلام کی افضلیت کے برملا معترف ہیں حتی کہ بعض اکابر صحابہ کرام و

تابعین عظام رضی اللہ عنہم نے تصریح کی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

اخرج ابن عساکر بسند جید عن محمد بن سعد بن ابی وقاص انہ قال لابیہ سعد: اکان ابوبکر الصدیق اولکم اسلاما؟ قال: لا. ولکنہ اسلم قبلہ اکثر من خمسۃ ولکن کان خیرنا اسلاما۔ (تاریخ الخلفاء، ص34)

''امام ابن عساکر نے سند جید کے ساتھ محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے پہلے اسلام لائے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، اور لیکن ان سے پہلے پانچ سے زیادہ افراد نے اسلام قبول کیا ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از روئے اسلام ہم تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں بہترین اور افضل تھے۔''

واخرج ابن ابی شیبۃ و ابن عساکر عن سالم بن ابی الجعد قال: قلت لمحمد بن الحنفیۃ: ھل کان ابوبکر اول القوم اسلاما؟ قال: لا. قلت فبم علا ابوبکر و سبق حتی لایذکر احد غیر ابی بکر؟ قال: لانہ کان افضلھم اسلاما من حین اسلم حتی لحق بربہ۔ (تاریخ الخلفاء، ص34)

''امام ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: میں نے (حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے) حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے مسلم ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، تو میں نے کہا: پھر کس چیز کے بسبب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بلند ہو گئے اور سب سے سبقت لے گئے یہاں تک بھی حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کا ذکر خیر کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ اس امر میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت سے اسلام قبول کیا ہے، از روئے اسلام تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں افضل تھے، یہاں تک کہ واصل بحق ہوئے۔"

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب اور پیارے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"فقلت ای الناس احب الیك ؟قال: عائشة .فقلت من الرجال؛ قال:ابوھا ۔" (صحیح البخاری 517/1)

"میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: سب لوگوں میں سے آپ کو زیادہ محبوب اور پیارا کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں نے عرض کیا: مردوں میں سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا باپ (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے آپ کی امت پر سب سے زیادہ رحم دل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

"قال احمد والترمذی عن انس بن مالك قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارحم اُمتی بامتی ابوبکر .الحدیث ." (تاریخ الخلفاء، ص 47)

امام احمد اور امام ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہیں (رضی اللہ عنہ)

''اخرج الدار قطنی والحاکم عن ابی یحیی قال:لا احصی کم سمعت علیا یقول علی المنبر:ان اللہ سمی ابابکر علی لسان نبیہ صدیقا۔و اخرجہ الطبرانی بسند جید صحیح عن حکیم بن سعد قال: سمعت علیا یقول و یحلف:لانزل اللہ اسم ابکر من السماء الصدیق۔'' (تاریخ الخلفاء،ص 30)

''امام دارقطنی اور حاکم نے ابویحییٰ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: میں نے بے شمار مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بر سر منبر کہتے تھے: بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا ہے۔

اور امام طبرانی نے عمدہ اور صحیح سند کے ساتھ حکیم بن سعد سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حلف اُٹھا کر کہہ رہے تھے: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا نام: الصدیق، ضرور نازل کیا ہے آسمان سے۔''

فائدہ: حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد صدیقین کا مرتبہ ہے اور صدیقین میں سب سے بلند مرتبہ صدیق اکبر کا ہے اور یہ امر خوب ظاہر ہے کہ صدیق اکبر وہی ذات اقدس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر شخصی طور پر صدیق کا لقب عطا فرمایا ہے اور جسے بے شمار مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق کہہ کر یاد فرمایا ہے اور جسے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صدیق کہتے تھے اور جسے آج تک ساری امت مبارک لقب: صدیق سے پکارتی ہے حتیٰ کہ مطلق صدیق یا صدیق اکبر کہنے سے جس ذات کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے وہ صرف اور صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس ہے۔ جب

آپ ہی صدیق اکبر ہیں تو لامحالہ آپ ہی بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افضل البشر ہیں۔ وللہ الحمد

حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحبت میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے افضل ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

"عن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت: رجع رسول الله ﷺ من البقيع ... ثم قال: " ان عبدا من عباد الله خيره الله بين الدنيا وبين ما عنده فاختار ما عند الله"، قال ففهمها ابوبكر فبكى وعرف ان رسول الله ﷺ نفسه يريد. قال: "على رسلك يا ابابكر. انظروا في المسجد هذه الابواب اللاصقة فسدوها الا ما كان من بيت ابي بكر، فاني لا اعلم احدا كان افضل عندي في الصحبة منه"۔ رواه ابو يعلى ورجاله ثقات۔" (مجمع الزوائد، 9/22-23)

"حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی طویل حدیث میں ہے:

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک ایک بندہ، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے، اسے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے دنیا اور اس کے درمیان جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے تو اس نے اسے اختیار کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ راوی نے کہا: تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے کلام مبارک سے آپ کی مراد کو سمجھ گئے پس رونے لگے اور پہچان گئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات مراد لے رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر آہستہ اور باوقار ہو، پھر حاضرین سے فرمایا: مسجد میں ان چپکے ہوئے دروازوں کو دیکھو پس انہیں بند کر دو مگر جو دروازہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے گھر کی طرف سے ہے (اسے کھلا رہنے دو) اس لیے کہ بیشک میں کسی

کونہیں جانتا جو میرے نزدیک صحبت میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے افضل ہے۔،،

فائدہ: جو خوش نصیب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پاک کے مطابق صحبت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے افضل ہے، یعنی افضل الصحابۃ ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس ہے۔ وللہ الحمد

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس قدر نفع پہنچایا ہے اور کسی مال نے نہیں پہنچایا۔

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خدمات کو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراہا ہے ملاحظہ فرمائیں:

"اخرج احمد عن ابی هریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر" فبکی ابو بکر، وقال: هل انا ومالی الا لك یا رسول اللہ۔،، (تاریخ الخلفاء، ص 38)

"امام احمد قدس سرہ العزیز نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی مال نے ہرگز وہ نفع اور فائدہ نہیں پہنچایا جو ابو بکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ (رضی اللہ عنہ) تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اور میرا مال آپ ہی کے لیے ہے۔،،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا خلق میں سے کسی نے بھی حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر احسان کیا تھا تو آپ نے دنیا میں ہی اسے اس کا بدلہ دے دیا سوائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کے احسانات کا بدلہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اور صحبت و مال

سے سب لوگوں سے زیادہ حضور سید المرسلین ﷺ کی ذات اقدس کی خدمات کی سعادت حاصل کرنے والے بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ملاحظہ کریں:

"عن ابی سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابابکر۔" (متفق علیہ، مشکوۃ، ص554)

عن ابی ھریرۃ (رضی اللہ عنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما لاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابابکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ۔" (جامع الترمذی 207/2)

اظہار اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ کے دفاع میں زبردست اذیتیں برداشت کرنے، اپنی جان کو خطرات میں ڈالنے، مشرکین کے مظالم کا نشانہ بننے میں اولیت کی سعادت بھی بالاتفاق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس کے لیے ثابت اور مسلم ہے۔

امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں سے سب سے پہلے مبلغِ اسلام بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسلام کے بالکل ابتدائی دور میں جب مکہ مکرمہ پر کفار کا پورا تسلط اور قبضہ تھا اسلام وتوحید کا نام سننا بھی انہیں گوارا نہ تھا اور کمزور مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ گرائے جا رہے تھے۔ ان حالات میں سب سے پہلے اسلام کی علانیہ تبلیغ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کی تو کفار مشرکین نے ان پر تشدد کی انتہاء کردی حتی کہ آپ شدید زخمی اور بے ہوش ہوگئے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی خیریت دریافت کرنے لگے۔ اور شدید تکلیف کے باوجود آپ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور زیارت کی تو قرار آیا۔

قبول اسلام کی وجہ سے ستائے جانے والے غلاموں اور باندیوں کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرید کر آزاد کرنے کی سعادت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے گھر کا سارا اثاثہ راہ خدا میں قربان کرنے کا اعزاز بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

سفر وحضر میں حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور صحبت، بالخصوص سفر ہجرت میں معیت اور ثانی اثنین ہونے کا منفرد اعزاز بھی آپ کے لئے مسلم ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام وسائل اور مساعی جمیلہ فروغ اسلام کے لئے وقف کر دی تھیں۔

زمین والوں میں سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر ہونے کا اعزاز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

فائدہ: حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے وزراء ہونے سے ان کا دربار رسالت میں مقام و مرتبہ خوب واضح ہے کہ انہیں دربار رسالت میں وہ عزت و کرامت اور وجاہت حاصل ہے جو دوسرے کسی بھی صحابی کو حاصل نہیں ہے۔

حجۃ الوداع سے پہلے سال میں امارت حج کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب اور خلیفہ منتخب کر کے اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ کسی بھی صحابی کو میسر نہیں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اشجع الصحابہ ہیں:

ایسے ہولناک مناظر جن کا تصور کرنے سے ہی بڑے بڑے بہادروں کے دل کانپنے لگتے ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں بھی جرأت و شجاعت اور استقلال و استقامت کا عظیم پہاڑ نظر آتے ہیں جسے کوئی جنبش نہ دے سکا جس کا ایک منظر سفرِ ہجرت میں حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ہے جبکہ تمام مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے پر اتفاق کر چکے تھے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں جس جرأت و شجاعت اور قوتِ ایمانی کا مظاہرہ کیا ہے چشمِ فلک نے وہ منظر کسی نبی کے خلیفہ میں نہیں دیکھا، حتیٰ کے بڑے بہادر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی نرمی کرنے کا مشورہ دے رہے تھے لیکن آپ نے کوئی ایسا مشورہ بھی قبول نہیں کیا۔

وللہ الحمد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی اعلم الصحابہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی اجود الصحابہ ہیں۔

جود و سخا میں دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدمات اور مساعی جمیلہ بھی بلاشبہ قابل صد تحسین ہیں اور اغنیاء صحابہ کرام کے انفاق فی سبیل اللہ کی انوکھی شان ہے اور رضائے الٰہی کے لیے خرچ کیے گئے ان کے اموال کی مقدار کی کثرت بھی موجب حیرت ہے لیکن گھر کا سارا اثاثہ پیش کرنے اور ''ابقیت لھم اللہ ورسولہ'' کا مظاہرہ کرنے کا منفرد اعزاز سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کی ذات اقدس

کے لیے ہے۔

اتقی الصحابہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ کی مدح اور تصدیق اور عظمت کے بیان میں متعدد آیات مبارکہ نازل ہوئی ہیں۔

احادیث مبارکہ میں جس قدر عظمت وشان اور فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیان کی گئی ہے دوسرے کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کی بیان نہیں کی گئی حتی کہ حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد افضل البشر آپ ہی کی ذات اقدس کو قرار دیا گیا ہے۔ وللہ الحمد

ضروری تنبیہ:

یہ محض دعاوی نہیں بلکہ حقائق واقعیہ ہیں جن کی حقانیت پر دلائل حقہ ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے (142) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ اور آپ کی صحبت کے تقدم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کے التزام (مگر یہ کہ کہیں جانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت یا امر ہو) کے باوجود قلت روایت کا سبب بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔

(الف) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صرف دوسال اور چند ماہ گزرے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا، اور اس قلیل زمانہ میں بھی خلافت کی ذمہ داریوں میں آپ کی بے پناہ مصروفیات تھیں بالخصوص ان فتنوں کی وجہ سے جو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ایک سیلاب اور جنگل کی

آگ کی طرح پھیل گئے تھے۔

(ب) آپ کے زمانہ خلافت میں بے شمار اکابر صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم موجود تھے جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بکثرت ارشادات عالیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنفس نفیس سماعت کئے ہوئے تھے اور بوجہ خدماتِ خلافت کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب زیادہ تر اکابر حضرات ہی رہتے تھے جنہیں دوسروں سے احادیث نبویہ سننے کی ضرورت بہت کم پیش آتی تھی اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے روایت حدیث کے مواقع بہت کم ہوتے تھے۔

تنبیہ: بعض لوگوں کا کثرتِ روایت سے اعلم بالسنۃ ہونے پر استدلال کرنا ان کی سنگین غلطی ہے کیونکہ اس سے تو لازم آئے گا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اعلم بالسنۃ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں اور ان کے بعد اعلم بالسنۃ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہوں حالانکہ اس نظریہ کی حمایت کرنے کے لیے اہل علم سے کوئی بھی تیار نہیں ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بعض حضرات کے اسماء مبارکہ:

''حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت زید بن ثابت، حضرت براء بن عازب،

حضرت ابوہریرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم۔،،(تاریخ الخلفاء،ص 87)

بحیثیت خلیفہ راشد آپ کی عظمت کے حوالے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور لکھا جائے گا سرِ دست اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و علیہم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

سیدنا عمر بن الخطاب الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین و امام المتقین ومعز الاسلام عمر بن الخطاب بن نفیل القرشی العدوی الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہ،

آپ قدیم الاسلام اور مرادِ رسول کریم ہیں۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دستِ سوال دراز کر کے عمر مانگا:

''اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃ''۔(حاکم وطبرانی)

''یا اللہ! خاص طور پر عمر بن الخطاب کو اسلام کی سعادت سے مشرف فرما کر اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ عمر بن خطاب کے سبب اسلام کو عزت عطا فرما۔''

سبحان اللہ! کیسا مبارک ہے عمر جس کے اسلام قبول کرنے کے سبب اسلام کو بھی غلبہ اور عزت مل گئی۔ فظھر الاسلام بمکۃ وفرح بہ المسلمون۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے مکہ میں اسلام ظاہر ہوا (مسلمان علانیہ طور پر عبادت الٰہیہ کرنے لگے) اور آپ کے قبول اسلام کے سبب مسلمان نہایت خوش ہوئے۔ (اس لیے کہ اب اسلام کے غلبہ اور عزت کا دور شروع ہو گیا)۔''

''اخرج ابن سعد والطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: کان اسلام عمر فتحا وکانت ھجرتہ نصرا وکانت امامتہ رحمۃ. ولقد رأیتنا و ما نستطیع ان نصلی الی البیت حتی اسلم عمر فلما اسلم عمر قاتلھم حتی ترکونا فصلینا۔'' (تاریخ الخلفاء، ص115)

''ابن سعد اور امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام فتح تھی اوران کی ہجرت نصرت تھی اوران کی امامت وخلافت رحمت تھی۔ میں نے مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہم بیت اللہ شریف کے پاس نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو وہ مشرکین سے لڑتے رہے یہاں تک مشرکین نے ہمارا تعرض چھوڑ دیا تو ہم نے بیت اللہ کے پاس نماز پڑھی۔''

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''واخرج ابن سعد عن صهيب قال: لما اسلم عمر رضی اللہ عنہ اظهر الاسلام و دعا اليه علانية. و جلسنا حول البيت حلقا وطفنا بالبيت و انتصفنا ممن غلظ علينا۔''(تاریخ الخلفاء،ص115)

''اور ابن سعد نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو اسلام ظاہر کیا اور اسلام کی علانیہ دعوت دی اور ہم بیت اللہ شریف کے اردگرد حلقے بنا کر بیٹھتے اور بیت اللہ کا طواف کرتے اور جو ہم پر سختی کرتا تو ہم اس سے اپنا حق پورا لے لیتے (بدلہ لے لیتے)۔''

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

اخرج البزار والحاكم وصححه عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لما اسلم عمر قال المشركون :قد انتصف القوم اليوم منا. وانزل الله: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(الانفال،64/8)(تاریخ الخلفاء،ص114)

''بزار اور حاکم نے افادۂ تصحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے کہا: آج قوم ہمارے برابر ہو گئی ہے (آدھی قوت مسلمانوں کے پاس ہے اور آدھی ہمارے پاس) اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. (الانفال، 8/64)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو اللہ کافی ہے اور جو مؤمنین آپ کی اتباع کر چکے ہیں۔"

"اخرج ابو نعیم فی الدلائل وابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: سألت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لای شیء سمیت الفاروق؟ فقال: اسلم حمزة قبلی بثلاثه ایام (الی ان قال) فتشهد عمر فکبر اهل الدار تکبيرة سمعها اهل مكة. و قلت: یا رسول اللہ! السنا علی الحق؟ قال: بلی قلت: ففیم الاخفاء؟ فخرجنا صفین انا فی احدهما وحمزة فی الآخر حتی دخلنا المسجد .فنظرت قریش الی و الی حمزة فاصابتهم کآبة شدیدة لم یصبهم مثلها فسمانی رسول اللہ علیه الصلوة والسلام "الفاروق" یومئذ لانه اظهر الاسلام وفرق بین الحق وباطل۔" (تاریخ الخلفاء، ص 114-113)

"عظیم محدث ابو نعیم نے دلائل النبوت میں اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کا نام فاروق کس وجہ سے رکھا گیا؟

آپ نے فرمایا: (حضرت) حمزہ (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے تین دن پہلے اسلام

قبول کیا (پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ بیان فرمایا، (تا) پس عمر نے توحید ورسالت کی شہادت دی تو دارارقم میں موجود مسلمانوں نے ایک بار تکبیر بلند کی (اللہ اکبر کہا) جسے اہل مکہ نے سنا۔ (پھر) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں (بلاشبہ ہم حق پر ہیں)۔

میں نے عرض کی: تو پھر اخفاء اور چھپانا کا ہے میں ہے؟ تو ہم دو صفوں میں نکلے ایک صف میں، میں تھا اور دوسری میں حمزہ (رضی اللہ عنہ) تو قریش نے میری طرف اور حمزہ کی طرف دیکھا تو انہیں شدید غم اور رنج پہنچا کہ اس جیسا سخت غم اور رنج (اس سے پہلے) انہیں نہیں پہنچا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن میرا نام "الفاروق" رکھا۔ اس لئے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام کو ظاہر کیا اور حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا۔"

(تاریخ الخلفاء، ابونعیم وابن عساکر)

"اخرج ابن سعد والحاکم عن حذیفة قال: لما اسلم عمر کان الاسلام کالرجل المقبل لایزداد الاقربا فلما قتل عمر کان الاسلام کالرجل المدبر لایزداد الابعدا۔" (تاریخ الخلفاء، ص115)

"ابن سعد اور حاکم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اسلام سامنے آنے والے شخص کی طرح ہو گیا کہ وہ زیادہ قریب ہی ہوتا چلا جاتا ہے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسلام واپس جانے والے شخص کی طرح ہو گیا جو زیادہ دور ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ (ابن سعد و حاکم)

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سے اسلام قبول کیا تب سے فروغ اسلام کے لیے بے مثال مساعی جمیلہ سرانجام دینے کا سلسلہ مسلسل اور مربوط جاری رکھا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانے کا وقت بالکل نزدیک آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی لیکن حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیارے نے جس شان وشوکت سے ہجرت کی وہ کسی کو بھی میسر نہ آ سکی چنانچہ آپ کی شانِ ہجرت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبانی سنیئے:

"اخرج ابن عساکر عن علی قال: ما علمتُ احدا هاجر الا مختفیا الا عمر بن الخطاب فانه لما هم بالهجرة تقلد سیفه وتنکب قوسه وانتضی فی یده اسهما و اتی الکعبة واشراف قریش بفنائها فطاف سبعا ثم صلی رکعتین عند المقام ثم اتی حلقهم واحدة واحدة فقال شاهت الوجوه. من اراد ان تثکله امه و یيتم ولده وترمل زوجته فلیلقنی وراء هذا الوادی فما تبعه منهم احد-" (تاریخ الخلفاء، ص115-116)

"ابن عساکر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے چھپ کر ہجرت نہیں کی، پھر جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہجرت مدینہ کا ارادہ کیا تو اپنی تلوار حمائل کی اور اپنی کمان کندھے پر رکھی اور تیر دان سے کچھ تیر نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لئے اور کعبہ معظمہ کے پاس آئے اور اشراف قریش فناءِ کعبہ

میں (حلقے بنا کر) بیٹھے تھے۔ تو آپ نے سات چکر طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر قریش کے ایک ایک حلقہ کے پاس آئے اور فرمایا ۔"شاھت الوجوہ الخ" چہرے (مشرکین کے) بدصورت ہو جائیں، جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ اس کی ماں اسے گم کرے اور اس کی اولاد یتیم ہو جائے اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے وہ اس وادی کے آگے آ کر مجھے ملے۔

(حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) تو مشرکین میں سے کوئی شخص بھی آپ کے پیچھے نہیں گیا۔"

"اخرج الترمذی والحاکم وصححه عن عقبة بن عامر قال :قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب"

واخرجه الطبرانی عن ابی سعید الخدری وعصمة بن مالك .واخرجه ابن عساکر من حدیث ابن عمر۔" (تاریخ الخلفاء، ص117)

"امام ترمذی نے اور امام حاکم نے افادۂ تصحیح کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر بن خطاب ہوتا (رضی اللہ عنہ)

امام طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عصمۃ بن مالک رضی اللہ عنہما سے اس کو روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اس کا اخراج کیا ہے۔"

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تخریج کے مطابق چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی حدیث مرفوع، صحیح میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایسی

عظمت اور فضیلت بیان کی گئی ہے جو ہزاروں فضائل ومناقب کا منبع اور مخزن ہے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں (علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام)۔ اس لیے آپ کی بعثت مقدسہ کے بعد کسی انسان کا نبوت ورسالت سے مشرف ہونا قطعی طور پر ناممکن ہے اور اگر حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو عظمت نبوت سے مشرف فرمانا ہوتا تو حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منصب نبوت سے سرفراز فرمائے جاتے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس میں وہ عظیم صلاحیتیں اور استعدادات اور علمی وعملی کمالات موجود تھے جن سے موصوف و متصف ہونا منصب نبوت سے مشرف ہونے سے پہلے، لازم وضروری ہوتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو نبوت سے مشرف فرمانا ہوتا تو آپ ضرور منصب نبوت پر فائز فرما دیے جاتے۔ وللہ الحمد

"اخرج ابن ماجة والحاكم عن ابی ذر قال: سمعت النبی علیه الصلوة والسلام يقول: "ان الله وضع الحق علی لسان عمر يقول به"۔

واخرج احمد والبزار عن ابی هريرة قال: قال النبی عليه الصلوة والسلام "ان الله جعل الحق علی لسان عمر و قلبه"۔

واخرجه الطبرانی من حديث عمر بن الخطاب وبلال ومعاوية بن ابی سفيان وعائشة رضی الله تعالی عنهم واخرجه ابن عساكر من حديث ابن عمر۔" (تاریخ الخلفاء، ص117-118)

"امام ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد اور بزار نے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام طبرانی نے حضرت فاروق اعظم اور حضرت بلال اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم اور حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور ان کے دل پر حق رکھ دیا ہے۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر حق رکھ دیا ہے وہ اسی حق کے ساتھ قول کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق رکھ دینے کی ہی برکات تھیں کہ خاصی تعداد ہے اُن مسائل کی جن میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جو رائے دی تو اس کی تائید اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل فرمائی۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ العزیز نے بیس کے قریب آیات مبارکہ نقل کی ہیں جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تائید میں نازل ہوئی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء، ص 122 تا 124)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خداداد ہیبت کا یہ عالم تھا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کے مطابق جس راستہ سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ گزر رہے ہوتے شیطان وہ راستہ چھوڑ کر کسی دوسرے راستہ میں چلتا۔

"اخرج الشیخان عن سعد بن أبي وقاص قال: قال النبي صلى الله

علیہ وآلہ وسلم "یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ مالقیك الشیطان سالکا فجاً قط الاسلك فجاً غیر فجك-"(تاریخ الخلفاء، ص117)

ترجمہ: امام بخاری وامام مسلم رحمہا اللہ تعالی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب اس ذات اقدس کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے شیطان کسی راستہ میں چلتا ہوا تمہیں کبھی نہیں ملا مگر تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ میں چلا۔"

"اخرج البخاری عن ابی هریرة قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "لقد کان فیما قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانه عمر-" (تاریخ الخلفاء، ص117)

"امام بخاری حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی اُمتوں میں کچھ لوگ محدث ضرور ہوتے تھے۔ پھر اگر میری امت میں کوئی ہے تو بیشک وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔"

محدث کی تشریح میں شارحین کے متعدد اقوال ہیں۔

صاحب الہام، جس کے قلب پر ملاءِ اعلیٰ سے فیضان ہو۔

صاحب فراست، ملہم بالصواب، جس کی زبان پر فرشتے کلام کریں، جس کی زبان ہمیشہ حق وصواب کے ساتھ نطق کرتی ہو۔

اور اس اُمت کے علمائے ربانیین بلاشبہ محدث ہیں اور اس مبارک اور مقدس گروہ کے سردار حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے زبانِ رسالت سے محدث کا لقب پایا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے منظور نظر ایسے کہ پوری اُمت مسلمہ کے مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے زیادہ پیارے اور محبوب تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"فقلت ای الناس احب الیك؟ قال: عائشة .فقلت من الرجال؟ قال: ابوها فقلت ثم من؟ قال ثم عمر بن الخطاب .الحدیث۔"

(صحیح البخاری، ص517/1)

"میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ سب لوگوں میں سے آپ کو زیادہ محبوب اور پیارا کون ہے؟

تو آپ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)

تو میں نے عرض کی، مردوں میں سے زیادہ محبوب کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا باپ۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

تو میں نے عرض کی: (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد) پھر کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) تا آخر حدیث،"

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور سید المرسلین ﷺ سے (539) احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بعض کے اسماء مبارکہ:

حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر، حضرت عمرو بن عبسہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت انس، حضرت ابوہریرۃ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت براء بن عازب، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (تاریخ الخلفاء ص 109)

صحیح بخاری اور اس کے علاوہ بکثرت کتب احادیث میں وارد شدہ حضور سید المرسلین ﷺ کے ارشاد مقدس کے مطابق امیر المؤمنین وامام المتقین حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اہل اسلام اور فتنوں کے درمیان باب مغلق (بند دروازہ) تھے۔ ان کا وجود مسعود اہل اسلام کے لیے امن وامان اور سلامتی کی ضمانت تھی، ان کی شہادت کے بعد فتنوں کا سلسلہ شروع ہوا جو تا حال جاری ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دورانیہ نہایت مختصر ہے اس کے باوجود اُن کے کارنامے اس قدر عظیم ہیں کہ چشم فلک نے ان جیسا خلیفہ نہیں دیکھا اور نہ ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا خلیفہ ہوا ہے حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سب سے زیادہ اسلام کی اشاعت اور اسلام واہل اسلام کو نفع پہنچانے والے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ آپ کے زمانہ خلافت میں اسلامی سلطنت کی توسیع اور فتوحات کی کثرت اور وہ بھی اس سرعت اور تیزی کے ساتھ معرض وجود میں آئی کہ عقل انسانی محو حیرت ہے حتی کہ اس زمانہ میں دنیا کی دونوں سپر طاقتیں فارس اور روم بھی فتح ہوگئیں وہاں اسلامی پرچم لہرا رہا تھا

آپ کے زمانہ خلافت میں اسلامی فتوحات وافر تعداد میں معرض وجود میں آئی ہیں جن کے بیان سے اسلامی تاریخ کے اوراق چمک رہے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خداداد ہیبت اور رعب سے شاہانِ عالم لرزہ براندام تھے آپ کی ایمانی قوت اور سطوت کے آگے ٹھہرنے کی سکت کسی میں نہ تھی۔ اور لاکھوں مربع میل پر محیط وسیع وعریض اسلامی سلطنت میں نظامِ مصطفیٰ اپنی معنوی اور حقیقی صورت میں اپنے تمام تر محاسن کے ساتھ رائج تھا۔ اور اس کی برکات سے جہان مستفید ہو رہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافت فاروقی کے محاسن کی کما حقہ تفصیل بیان کرنا نہایت ہی مشکل امر ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کا عالم تو یہ ہے کہ اہل اسلام تو درکنار، اسلام دشمن لوگ بھی ان کی عظمتوں اور خوبیوں کے معترف ہیں اور ان کی سیاسی بصیرت سے استفادہ کر کے کامیاب حکومتیں کر رہے ہیں۔ کاش مسلمانوں کو اپنے اس عظیم قائد کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت نصیب ہو جائے۔

آپ کی عظمتوں کا مختصر بیان یہ ہے کہ اُمت مسلمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بڑے فقیہ اور عالم اور اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں سب سے شدید اور سب سے بڑے عادل اور زاہد اور سب سے بڑے فاتح اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقتدا، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس (حدیث صحیح) ہے:

فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ (رضی اللہ عنہما)

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ، ص 560)

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین وامام المتقین ابوعمرو عثمان بن عفان بن ابی العاص القرشی الاموی ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔

آپ سابقین اولین مہاجرین اور ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ہیں جنہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت وتبلیغ پر قبول اسلام کی سعادت حاصل ہوئی۔

ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد تاوقت وصال اسلام اور اہل اسلام کے لیے آپ کی عظیم خدمات ہیں۔ اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلام کی سربلندی کے لئے آپ کا مالی ایثار منفرد شان کا ہے۔

"قال ابن اسحاق: وكان اول الناس اسلاما بعد ابي بكر وعلي وزيد بن حارثة۔" (تاریخ الخلفاء، ص 150)

"ابن اسحاق نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق وعلی مرتضیٰ وزید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے بعد باقی لوگوں سے پہلے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے۔"

آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں جو مکمل قرآن کریم کے حفاظ کرام تھے۔

آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں، پہلی ہجرت حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف۔

غزوہ ذات الرقاع اور غطفان کی طرف تشریف لے جانے کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر فرمایا۔غزوہ بدر کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ محترمہ طیبہ طاہرہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی علالت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے اذن سے مدینہ منورہ میں ہی ٹھہرے رہے،اس کے باوجود آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدری صحابہ کرام میں شمار فرمایا ہے۔

فرمایا:''ان لك اجر رجل ممن شهد بدرا و سهمه۔''

(رواہ البخاری،مشکوٰۃ ص562)

''بیشک آپ کے لیے غزوۂ بدر میں حاضر ہونے والے صحابی کا اجر وثواب ہے اور اس کے برابر مالِ غنیمت سے حصہ بھی۔''

الغرض جب حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کا اِذن ہوا تو ٹھہرے۔باقی تمام غزوات میں حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ شرکت کی سعادت پائی ہے۔

والد کی طرف حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب تو عبد مناف پر حضور نبی کریم ﷺ سے ملتا ہے لیکن والدہ کی طرف حضرت عثمان کو یہ سعادت حاصل ہے کہ ان کی نانی ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سگی پھپھی ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ، اروٰی بنت کریز کی ماں ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبل از اسلام کے دور میں بھی اپنی خوبیوں کی وجہ سے

عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی طیبہ طاہرہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اُن کی زوجیت میں دے دیں جو مدینہ منورہ میں غزوہ بدر کی راتوں میں واصل بحق ہوئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی مخلصانہ بے مثال خدمات کی وجہ سے حضور شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے منظورِ نظر تھے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی طیبہ طاہرہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان کے حبالۂ عقد میں دے دی اور ۹ھ میں جب اُن کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زوجوا عثمان لو کان لی ثالثۃ لزوجتہ وما زوجتہ الا بالوحی من اللہ"

(طبرانی)

"عثمان کی شادی کرو اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں عثمان کی زوجیت میں دے دیتا اور میں نے (پہلے بھی) عثمان کے نکاح میں اپنی بیٹی صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ساتھ دی ہے۔"

اسلاف کرام علمائے اعلام نے فرمایا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ تاریخ انسانیت میں کوئی دوسرا انسان معلوم نہیں ہوسکا جسے یہ سعادت حاصل ہو کہ کسی نبی کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے اس کے نکاح میں آئی ہوں۔ اور اسی سعادت اور اعزاز کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ہے۔

حیادار ایسے کہ حضور انور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتے بھی اُن سے حیا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الا استحیی من رجل تستحیی منه الملائکة۔''

(رواہ الشیخان عن عائشة رضی اللہ عنہا)

''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔''

آپ نے متعدد بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت خریدی ہے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بیعت رضوان دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بیعت سے بھی اعلیٰ شان کی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان عثمان بن عفان فی حاجة اللہ وحاجة رسوله فضرب باحدی یدیه علی الاخری۔''(رواہ الترمذی عن انس رضی اللہ عنہ)

''بیشک عثمان بن عفان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہے پھر اپنا ایک دست اقدس (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے قرار دے کر) دوسرے پر مارا (اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت فرمائی)۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''فکانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لعثمان خیرا من ایدیهم لانفسهم''(ترمذی)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے افضل تھا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں سے انکی اپنی ذوات کیلئے۔''یعنی جن حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے اپنے ہاتھوں سے بیعت کی، اُن کی بیعت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت اعلیٰ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کی طرف سے اپنے ہی ایک دست اقدس کو دوسرے پر رکھ کر بیعت فرمائی۔ و للہ الحمد

سیدنا علی بن ابی طالب اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ

امیر المومنین وامام المتقین ابو الحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم۔

آپ سابقین اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ بچوں میں سے سب سے پہلے قبول اسلام کی سعادت آپ ہی کے لیے ثابت ہے آپ پروردۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے چچا زاد ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا شوہر ہونے کا اعزاز آپ کو حاصل ہے۔ حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل پاک کا باپ ہونے کا اعزاز بھی آپ کے لیے ہے

آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں، آپ سے محبت علامت ایمان ہے اور آپ سے بغض نفاق ہے، آپ تمام مؤمنین کے محبوب ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکت سے فیصلہ اور قضاء میں آپ کو امتیاز حاصل ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ میں غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ نے خوب دادِ شجاعت دی ہے۔

آپ ہی کثیر سلاسلِ طریقت کے فاتح ہیں۔ آپ عابدوں، زاہدوں کے پیشوا اور راہنما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منظورِ نظر اور معتمد علیہ ہیں۔

آپ ہی کے نورِ نظر حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں آپ بابِ مدینۃ العلم ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر آپ کو مدینہ منورہ پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے متعدد غزوات میں آپ کو پرچم عطا فرمایا۔

آپ کے فضائل ومناقب میں واردہ احادیث مبارکہ وروایات وافر تعداد میں ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے بمنزلہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے جاتے وقت مدینہ منورہ پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اتخلفنی فی الصبیان والنساء؟،، ''یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے پیچھے چھوڑے جاتے ہیں عورتوں اور بچوں میں؟،،

تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی۔،، (صحیح البخاری 633/2)

''کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔،،

یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طور کی طرف جاتے وقت حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا تھا جبکہ ان سے فرمایا:

''اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ،، (الاعراف آیت نمبر 142)

میری قوم میں میرا خلیفہ بن جائیں اور اصلاح کریں۔

تو جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں ان کی عدم موجودگی کی

مدت تک حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے خلیفہ تھے اسی طرح سفر تبوک سے واپسی تک ہماری عدم موجودگی میں آپ ہمارے خلیفہ ہیں مگر فرق یہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عدم موجودگی میں صرف ان کے خلیفہ ہی نہ تھے بلکہ مستقل امام بھی تھے کیونکہ وہ خود بھی نبی اور رسول تھے جب کہ تم ہماری عدم موجودگی میں صرف ہمارے نائب اور خلیفہ ہی ہو بالاستقلال امام نہیں ہو اس لیے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ضروری وضاحت:

اس حدیث شریف کا یہ معنی نہیں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ بلا فصل ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بمنزلہ ھارون من موسی، (علیہما الصلوٰۃ والسلام) ہونا ثابت نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ نہ تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیوی حیات میں ہی وصال فرما گئے تھے۔

نیز حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنی عدم موجودگی کی اس مدت میں نماز کی امامت پر اپنا نائب اور خلیفہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا جس سے واضح ہوا کہ اس مدت میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت مطلقہ نہ تھی ورنہ نمازوں کی امامت پر بھی آپ ہی خلیفہ ہوتے۔

بلکہ اسلامی ریاست کا نظم وضبط قائم رکھنے اور دشمن کی طرف سے امکانی

خطرات کے علاج اور دفاع کا بندوبست وغیرہ اُمور میں خلافت و نیابت تھی۔ لہٰذا اس حدیث شریف سے خلافت بلافصل پر استدلال سراسر باطل ہے۔ وللہ الحمد

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔

"عن سهل بن سعد رضی الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال يوم خيبر لاعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله الحديث۔" (متفق عليه مشكوة، ص563)

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یومِ خیبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پرچم کل ہم اس مرد کو عطا کریں گے جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا وہ مرد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اسے محبوب رکھتے ہیں۔" (متفق علیہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انت اخی فی الدنیا والآخرۃ۔"
تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔

"عن ابن عمر رضی الله تعالىٰ عنهما قال آخى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بين اصحابه فجاء على تدمع عيناه فقال آخيت بين اصحابك ولم تواخ بيني و بين احد فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انت اخى فى الدنيا والآخرة۔" (رواه الترمذى مشكوة، ص564)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے درمیان مؤاخات قائم کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوئے، اُن کی آنکھیں اشکبار تھیں تو عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ) آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مؤاخات قائم کی ہے اور مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ (ترمذی)

افسوس کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے زمانہ خلافت میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ بالکل موقوف رہا جس کا سبب اہل اسلام کے باہمی اختلافات ہیں۔ تو آپس میں اختلاف اور تنازع کی وجہ سے کفار کے ساتھ جہاد کا سلسلہ موقوف اور معطل ہو کر رہ گیا۔ پھر جب حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور اُن کی بیعت کر کے اُن کو امیر المؤمنین تسلیم کر لیا تو اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی افواج جہاد کے لیے روانہ کر دیں تو فتوحات اسلامیہ کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا۔ اور بکثرت فتوحات معرض وجود میں آئیں۔

ضروری تنبیہ:

اہل علم کے عام اطلاقات میں خلفاء راشدین سے مراد حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم ہوتے ہیں اور تیس سال تک خلافت نبوت والی حدیث کے راوی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر تیس سال کا اختتام بتایا ہے۔ نیز حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مابین تفضیل کے مسئلہ میں حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مابین تفضیل مراد ہے اس امر میں دوسری کوئی رائے نہیں ہے

اس لیے فقیر راقم الحروف اس مسئلہ میں حضرات خلفاء راشدین کی باقی تمام صحابہ کرام پر افضلیت یا دوسری مباحث میں حضرات خلفاء راشدین کے الفاظ

استعمال کرے گا تو اس سے مراد حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں اور بلاشبہ حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی خلیفہ راشد ہیں اور بعض حضرات نے تیس سال زمانہ خلافت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دورانیہ بھی شامل کیا ہے۔ اس لئے فقیر راقم الحروف نے حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ بھی کتاب میں شامل کرنا ضروری سمجھا تا کہ اُن کے ذکر پاک کی برکات بھی حاصل کی جاسکیں۔ وللہ الحمد

ریحانۃ الرسول سیدنا الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

امیر المؤمنین خلیفہ راشد سبط رسول اللہ ﷺ ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی ولادت باسعادت نصف رمضان 3ھ ہجری میں ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام حسن رکھا اور ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے شبیہ تھے جس قدر آپ کی صورت مبارکہ حضور سرورکونین ﷺ کے مشابہ تھی اور کسی کی نہ تھی۔ (صحیح البخاری)

بعض اہل علم نے فرمایا: حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں سے ہیں۔ عرب نے قبل از بعثت کے زمانہ میں ان دونوں ناموں کے ساتھ کسی کا نام نہیں رکھا۔

حضرت امام بخاری وحضرت امام مسلم رحمہا اللہ تعالیٰ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی:

"اللّٰھم انی احبہ فاحبہ۔"

"اے اللہ بیشک میں اس سے محبت کرتا ہوں پس تو (بھی) اس سے محبت فرما۔"

حضرت امام بخاری قدس سرہ العزیز حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا:

حضور نبی کریم ﷺ منبر شریف پر جلوہ افروز تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ ایک بار لوگوں کی طرف نظر فرماتے اور

ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔" (صحیح البخاری)

"بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔"

مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں سے مراد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جماعت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے۔

حضرت امام بخاری قدس سرہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ھما ریحانتای من الدنیا، یعنی الحسن والحسین۔"

"وہ دونوں (یعنی حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔"

حضرت امام ترمذی اور امام حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ۔"

"حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔"

حضرت امام ترمذی قدس سرہ العزیز حضرت اُسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا:

ھذان ابنای وابنا ابنتی۔

"یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں۔"

(اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے لیے دعا کی)

اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما۔"

"اے اللہ بیشک میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس تو (بھی) ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے اس سے (بھی) محبت فرما۔"

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: "ای اھل بیتك احبّ الیك؟"

"آپ کے اہل بیت میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "الحسن والحسین" "حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب کثیرہ ہیں آپ سردار اور صاحبِ حلم اور سکینت و وقار اور حشمت والے تھے۔ جود و سخا میں بھی نہایت عظیم مقام کے مالک تھے۔ فتنوں اور جنگ و جدال کو ناپسند کرتے تھے۔

آپ نے پیدل چل کر پچیس حج کیے ہیں۔ زبان مبارک اتنی پاکیزہ کہ اس پر فحش کلمہ بھی نہ آنے دیتے۔ قضائے الٰہی پر راضی رہنے میں بھی آپ کا مقام نہایت ہی بلند ہے۔ آپ فرماتے تھے جس حالت کو اللہ تعالیٰ نے بندہ کے لیے اختیار کیا ہے بندے کو اس کے علاوہ دوسری حالت کی تمنا اور آرزو بھی نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد اہل کوفہ کے آپ کی بیعت کرنے کے ساتھ آپ امیر المؤمنین اور خلیفہ ہو گئے اور چھ ماہ اور کچھ دن کوفہ میں مقیم رہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی طرف چلے تو آپ نے انہیں پیغام بھیجا کہ اس شرط پر امرِ خلافت تمہیں سونپتے ہیں کہ تمہارے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ

ہوں گے اور آپ کے والد کریم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو معاملات ہوئے ان کی وجہ سے تم اہل مدینہ اور اہل حجاز وعراق میں سے کسی شخص سے کسی چیز کا کوئی مطالبہ نہیں کرو گے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دیون اور قرض تم ادا کرو گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام شرائط قبول کر لیں تو دونوں حضرات نے صلح کر لی اور معجزہ نبویہ ظاہر ہو گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد مقدس:

"ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔" میں غیبی خبر ارشاد فرمائی تھی۔

تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے 41 ھ ماہ ربیع الاول میں خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مسلمانوں کو عظیم خونریزی سے بچا لیا

امام حاکم نے حضرت جبیر بن نفیر سے آپ کا یہ پاکیزہ کلام روایت کیا ہے۔

"فترکتها ابتغاء وجه الله وحقن دماء امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

"میں نے خلافت کو چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے خونوں کی حفاظت کے لیے۔"

پھر آپ کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی اور مدینہ منورہ میں 49 ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

ابن سعد نے عمران بن عبداللہ بن طلحہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا گویا کہ آپ کی آنکھوں کے درمیان "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" لکھا ہوا ہے، تو آپ کے گھر والے اس خواب کی وجہ سے خوش ہوئے۔ پھر انہوں نے یہ خواب حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خواب سچا ہو تو پھر ان کی وفات کا وقت تھوڑا ہی باقی ہے۔ تو ایسا ہی ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد آپ کا وصال مبارک ہو گیا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورفع درجاتہ وافاض علینا من برکاتہ واحیانا وتوفنا علی حبہ وحشرنا فی زمرتہ۔